

خوبصورت ناموں سے سجانے کا نتیجہ ہے۔ اور جو کچھ رونما ہوا، وہ ارتکاب جرائم اور زمین میں فساد مچانے کے بدترین واقعات ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر شیطان کا یہ اقدام سنگین ہے کہ وہ ایسی چیزوں کا ارتکاب کرنے والوں کو یہ باور کراتا ہے کہ یہ ”جہادی کارروائی“ ہے۔ حالانکہ کون سی عقلی یا شرعی دلیل کی رو سے انسان کا قتل، عام مسلمانوں اور اہل ذمہ کا قتل عام، پراسن شہریوں کو ڈرانا، عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنانا اور عمارتوں کو رہائشیوں سمیت گرانہ ”جہاد“ ہے!؟

دہشت گردی کی حرمت: میں یہاں حتی الامکان کتاب و سنت کے نصوص کی روشنی میں سابقہ شریعتوں میں انسان کو جان سے مار دینے کی سنگینی اور اس کے خطرات، نیز کتاب و سنت کے نصوص سے مسلمان کی خودکشی اور دوسرے مسلمانوں و اہل ذمہ کو عدا یا غلطی سے قتل کرنے کا حکم بیان کروں گا۔ تاکہ حجت قائم ہو، راہ ہدایت واضح ہو اور ہلاکت زدہ روشن دلیل کے ساتھ ہلاکت کے راستے پر چلے اور حیات قلبی پانے والا واضح برہان کے ساتھ حیات باہرکت کی شاہراہ پر گامزن رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ گمراہوں کو راہ ہدایت کی توفیق مرحمت فرمائے اور انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنیوں کی طرف لائے اور اہل اسلام کو شریعتوں کے شر سے بچائے، بے شک وہ خوب سننے، دیکھنے والا ہے۔

جاری ہے



بقیہ محرم الحرام

☆ سیدنا ابو عبد اللہ حسین بن علیؑ میدان کربلا شہید ہوئے۔ آپ کو حضرت عبد اللہ بن عباسؑ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؑ وغیرہ مخلص صحابہ کرامؑ نے کوفہ جانے سے منع کیا تھا۔ مگر آپ کو محبت اہل بیت کے جھوٹے دعویداروں نے خطیر خط لکھ کر مجبور کر کے بلا لیا۔ بعد میں ان لوگوں کا اصلی چہرہ سامنے آیا۔

☆ خلیفہ ہارون الرشید استنبول (قسطنطنیہ) کے غزوے سے واپس آئے۔

☆ سنہ 648 ہجری میں مسلمان، جنگ منصورہ میں صلیبیوں پر غالب آئے۔

☆ سنہ 1400 ہجری بمطابق 1980ء میں جہیمان اور اس کے شدت پسند ساتھیوں نے حرم مکی پر قبضہ کر لیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا خاتمہ کر کے حرم شریف کو الٰہی دودہ دہشت گردی سے پاک و صاف کیا۔

(بشکرہ مجلۃ الحج: جون 1997ء)

احتساب

کامیاب عملی زندگی کا نقطہ آغاز

سلیم اللہ عابد عبد الباقی خان

انسان کی زندگی دینی ہو یا دنیوی، انفرادی ہو یا اجتماعی، سیاسی ہو یا معاشی، قومی ہو یا ملکی، احتساب کا عمل اس میں ایک اہم مقام رکھتا ہے، انسانی زندگی میں بہتری اسی وقت پیدا ہوگی جب وہ خود احتسابی کے ذریعے اپنے کردار و گفتار کا جائزہ لینے کیلئے تیار ہو جائے، اپنے آپ کو معصوم عن الخطأ نہ گردانے لگے۔ بصورت دیگر خود پسندی کی بیماری میں مبتلا، اپنے آپ پر نازاں انسان کو اپنی کوتاہیاں بھی خوبیوں اور کمالات کا روپ دھارے نظر آتی ہیں۔ انسانی زندگی کے باقی تمام پہلوؤں کی طرح دینی اور عملی پہلو میں بھی احتساب کا بہت دخل ہے اور اس کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اسی لئے رب العزت کلام مجید میں مسلمانوں کو اعمال صالحہ کا حکم دیتے ہوئے مختلف مواقع پر احتساب کی جانب ان کی راہنمائی فرماتا ہے۔ اس لئے کہ درحقیقت احتساب اور اپنے آپ کا جائزہ لینا ہی اعمال صالحہ کی طرف پیش رشت کا پہلا زینہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَأْتِيهَا الذُّبُورُ أَهْمُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (الحشر: ۱۸) ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر ایک نفس یہ دیکھے کہ اس نے کل (قیامت) کیلئے کیا تیاری کر رکھی ہے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ذات ہے۔“

اس آیت کریمہ میں تمام مؤمنوں کیلئے ایک دعوت فکر، دعوت جائزہ اور دعوت احتساب ہے کہ ہر مسلمان ضروری طور پر کہ اپنے اعمال کا جائزہ لے، اپنے کردار کو درست کر لے۔ احتساب کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ ہم اپنی گزشتہ زندگی پر نظر دوڑائیں اور بنظر غائر کتاب زندگی کا ایک ایک ورق الٹ کر دیکھیں کہ اس میں کتنی باتیں ہمارے حق میں ہیں اور کتنی ہمارے خلاف؟ ہم عمر عزیز کے قیمتی ماہ و سال رب کی فرمانبرداری و اطاعت میں گزارتے چلے آئے ہیں یا رب کے نظام و قانون سے بغاوت و سرکشی میں؟ ایک مسلمان کا خوفِ الہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے ماضی پر نظر دوڑانا اور اعمال کا جائزہ لینا ہی حقیقت میں مستقبل کی بہتر منصوبہ بندی کا ذریعہ ہے۔ احتساب ہی کے ذریعے انسان باقی زندگی میں بہتر پیشرفت کر سکتا ہے اور احتساب ہی کے ذریعے ماضی کی غلطیوں، کوتاہیوں اور نادانیوں کی تلافی ممکن ہو سکتی ہے۔ اسی لئے مختلف مواقع پر قرآن و حدیث ہماری

توجہ احتساب کی ضرورت و اہمیت کی طرف مبذول کرتا ہے۔ ایک بندے کی دینی و عملی زندگی میں احتساب کی اسی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ذیل کے سطور میں ذاتی احتساب کے متعلق چند بنیادی باتیں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی:

احتساب کی بنیادی قسمیں: مناظر اسلام، فقیہ امت، حافظ ابن القیم الجوزیؒ اپنی مایہ ناز تصنیف ”إغاثة اللفهان من

مصائد الشیطان“ میں احتساب کی قسمیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: احتساب کی دو قسمیں ہیں:

(۱) کسی کام سے پہلے نفس کا احتساب کرنا۔ (۲) کام کے کرنے کے بعد احتساب کرنا۔

پہلی قسم: کسی بھی کام کے کرنے سے پہلے احتساب کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان کے دل میں جوں ہی کوئی

کام کرنے کا ارادہ یا خیال آجائے تو یہاں تھوڑی دیر کیلئے رک جائے، تأمل اور غور و فکر کا ایک وقفہ کرے۔ اس خیال و ارادے کو عملی جامہ پہنانے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے، جب تک مختلف زاویوں سے غور و فکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ سامنے نہ آئے کہ اس کام کا کرنا نہ کرنے سے بہتر ہے۔ یہاں وہ اس کام کی نوعیت اور اپنی نیت دیکھے، اگر ”لئہ“ ہے تو اللہ کا نام لے کر شروع کرے اور اگر ”لغیر اللہ“ ہے، تو اس کام سے فوراً رک جائے۔

دوسری قسم: کام ہو چکنے کے بعد احتساب کرنا، اس قسم کو سہولت کے لئے تفصیلاً ہم تین قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

(۱) اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا کوئی کام کرنے کے بعد اس زاویے سے نفس کا محاسبہ کرنا کہ کہیں اس حکم الہی کی

تعمیل اور فرمان کی بجا آوری میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہوئی؟ اور کیا میں اس عبادت و اطاعت کو مکما حقہ اللہ تعالیٰ کو مطلوب و محبوب طریقے و کیفیت پر ادا کر سکا ہوں؟

(۲) کسی ایسے کام کے کرنے پر نفس کا محاسبہ کرنا، جس کا چھوڑنا کرنے سے بہتر تھا، لیکن کسی نہ کسی وجہ سے وہ کام

انسان کے ہاتھوں سرزد ہو ہی جاتا ہے۔

(۳) کسی جائز اور مباح کام کے ارتکاب کے بعد نفس کا محاسبہ کرنا کہ میں نے یہ کام کیوں کیا؟ کیا اس کے کرنے

میں اللہ کی خوشنودی اور آخرت کی کامیابی مطلوب و مقصود تھی یا یہ کام فانی دنیا اور اس کی عارضی منفعت کی خاطر کیا گیا ہے؟

(إغاثة اللفهان من مصائد الشیطان لابن القیم: ۱/۸۲، ۸۳ ط: دار المعرفة بیروت، تحقیق الشیخ محمد

حامد الفقی ۱۹۷۵)

احتسابِ نفس کا جامع طریقہ: چونکہ احتساب کی انفرادی اور اجتماعی طور پر انسانی زندگی میں ہر معاشرے میں اہمیت

مسلمہ ہے۔ اس لئے ہر ماحول میں احتساب کا ایک خاص طریق کار اور دائرہ عمل معروف ہے، اور انتہائی افسوس کی بات یہ ہے

کہ اب ”احتساب“ جو کہ انسان کو ہر قسم کی گندگی، آلودگی اور دھاندلی سے پاک صاف رکھنے کا شفاف و مؤثر ذریعہ تھا، بذات خود دھاندلی و کرپشن کا شکار ہو چکا ہے۔ ملکی سطح پر دیکھیں تو یہ عمل سیاسی رنگ میں رنگ چکا ہے، معاشرے کی اصلاح کا یہ مؤثر ذریعہ کئی وجوہ سے معاشرے میں سنگین خرابیوں کا ذمہ دار نظر آتا ہے۔ اب احتساب ”سیاسی“ اور ”انتقامی“ وغیرہ میں منقسم ہے اپنے نظریاتی و سیاسی مخالفین کو ہراساں کرنے کا ایک آسان طریقہ نیب (NAB) کی صورت اختیار کر گیا ہے، جس کے اصول و ضوابط، قاعدے اور کلیے موم کی ناک کی طرح نرم ہیں کہ حکمران جس طرف چاہیں اسے موڑ لیں، جس رخ یہ ڈھالنا چاہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

لیکن ایک ”احتساب“ وہ بھی ہے، جس سے ہر بندہ خود اپنے آپ کو گزارتا ہے۔ اس میں کوئی سیاسی مجبوری نہیں ہوتی، وہ کسی انتقامی کارروائی کا نتیجہ نہیں ہوتا، اس کے پیچھے کوئی ذاتی دشمنی کا فرما نہیں ہوتی۔ یہی وہ احتساب ہے جس کا بار بار رب تعالیٰ ہمیں حکم دے رہا ہے ”مسلمانو! اپنے کردار و گفتار اور چال چلن کا جائزہ لیتے رہا کرو۔“ یہ احتساب بندے کو ہر قسم کی آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک و صاف کر کے فردوس بریں کے لائق بنا دیتا ہے، اس احتساب میں ماضی کی غلطیوں، کوتاہیوں کی تلافی اور مستقبل کیلئے بہتر منصوبہ بندی کی کوشش کی جاتی ہے، یہ وہ احتساب ہے جو بندے کو اپنی عاجزی کا اعتراف کرنے اور حکم الہی کے کیمین کی بڑائی و کبریائی اور اس کے علم و بردباری کی بے کراں وسعت پر ایمان لانے پر مجبور کرتا ہے اور قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں ہر فرد اپنے احتساب لئے مناسب وقت، طریق کار، کیفیت اور مؤثر انداز اختیار کر لیتا ہے۔ اسلاف کرام نے اپنے اجتہادات اور تجربات کی روشنی میں کئی ایک جامع و مفید طریقہ ہائے احتساب بیان کیے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس احتساب کا شریعت میں ہمیں حکم دیا گیا ہے وہ چار مراحل سے عبارت ہے:

پہلا مرحلہ: ایک بندہ مسلم اپنے آپ کو فرائض و واجبات کے معاملے میں پرکھ کر دیکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد شدہ فرائض کی پاسداری و نگہداشت کس قدر کرتا ہے اور اگر اس جائزے میں کوئی کمی کوتاہی نظر آئے تو اس کی تلافی و تدارک کا سامان کرے، واجبات کی پابندی اور فرائض کا خیال رکھے۔

دوسرا مرحلہ: اللہ تعالیٰ کے منع کردہ امور کے ارتکاب کے حوالے سے اپنا جائزہ لے۔ کہیں میں نے کوئی ایسا کام تو نہیں کیا جس سے اجتناب کا حکم ہے؟ اور اگر یہ جائزہ اس نتیجے تک پہنچائے کہ آپ سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہوئی ہے جس کا ترک کرنا مطلوب تھا، تو فوراً اس کی تلافی کرے۔ اور یہ تلافی ہو سکتی ہے توبہ و استغفار سے اور ایسے اچھے کاموں سے جو اس غلط کاری کے بد اثر کو مٹا سکے۔ فرمان الہی ہے: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ (ہود: ۱۱۴)

”بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔“

تیسرا مرحلہ: غفلت اور سستی کا شکار انسان خواب غفلت اور مدہوشی سے بیدار ہو کر نفس کا محاسبہ کرے کہ میں اپنے رب سے اتنا عرصہ غافل اور دور کیوں رہا؟ میرا رب جو نہایت مہربان اور بردبار ہے، کیا اس لائق تھا کہ میں ایک ساعت کے لیے بھی اسے بھلا دوں؟ اگر نہیں تو میرا اس سے غافل رہنا یقیناً میری کوتاہی اور ناشکری تھی۔ لہذا اس غفلت پر محاسبہ ہو اور اس کی تلافی ذکر اللہ اور توجہ الی اللہ سے ہی ممکن ہے۔

چوتھا مرحلہ: اپنے اعضاء و جوارح کی ایک ایک حرکت نوٹ رکھنا اور اس پر نفس کا محاسبہ کرنا کہ زبان کا بولنا، ناکوں کا چلنا، ہاتھوں کا پکڑنا، آنکھوں کا دیکھنا اور کانوں کا سننا کس مقصد سے تھا؟ کس لئے تھا؟ کیوں تھا؟ اور کیسے تھا؟ (بخاری المصنفان ۱/۸۳)

احساب کے فوائد: قرآن کریم اور حدیث شریف میں بارہا خود احتسابی کی دعوت دی گئی ہے۔ ہم اگر اس حکم کی حکمت اور اس کی تاکید و اہمیت کا راز جاننا چاہیں تو تھوڑی دیر کیلئے ہمیں اس کے فوائد اور انفرادی و اجتماعی، دنیوی و اخروی مثبت اثرات پر غور کرنا ہوگا۔ اگر معاشرے کا ہر فرد احتساب کا اصول اپنا کر اپنی اصلاح کا بیڑا اٹھائے اور اپنے کردار و گفتار کو درست کر لے تو کس قدر مثالی روحانی، فلاحی اور پرسکون معاشرہ وجود میں آئے گا، آخر کوئی حکمت تو ضرور ہوگی جس کی بنا پر قرآن کریم نے اس موضوع کو اس قدر اہمیت کا حامل قرار دیا۔ وہ حکمت و فلسفہ یہ ہے کہ انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود، سعادت و تمتندی اور حقیقی اطمینان و سکون کا حصول اس ماحول و معاشرے کے افراد کے کردار و گفتار کی درستی پر منحصر ہے اور کوئی بھی شخص اپنے کردار و سلوک کی اصلاح اس وقت تک نہیں کر سکتا، جب تک ایک عمیق جائزہ اور خود احتسابی کی روشنی میں اس کے اندر اپنی اصلاح کی حاجت و ضرورت کا احساس پیدا نہ ہو جائے۔ یوں ہم بلا خوف و تردید یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ معاشرے کے سدھارنے اور سنورنے کا عمل احتساب کے ساتھ مربوط ہے۔ سرسری طور پر اگر ہم اس کے فوائد اور اچھے اثرات کا جائزہ لینا چاہیں تو احتساب میں درج ذیل فوائد مضمّن نظر آتے ہیں:

(۱) محاسبہ النفس کی وجہ سے انسان اپنے عیوب و نقائص سے آگاہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے نقائص سے آگاہ ہی نہ ہو تو ان کی اصلاح کا تصور ممکن ہی نہیں ہوتا۔

(۲) احتساب کے نتیجے میں بندے کو حقوق اللہ کی عظمت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ احتساب کا اصل اور اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ بندہ اپنا جائزہ لے کر یہ بتائے کہ کس حد تک وہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں غفلت اور سستی کا شکار ہوا ہے۔

(۳) احتساب کے نتیجے میں انسان کو اپنی ذلت و عاجزی اور اللہ کی کبریائی و بڑائی کا احساس ہوتا ہے۔

(۴) احتساب کا عادی شخص ہی اس بات کی معرفت حاصل کر سکتا ہے کہ بندوں پر کس قدر اللہ کی رحمتیں اور مہربانیاں ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کس قدر وسیع، الامحود اور بے کراں ہے جو بندوں سے اتنی غلطیاں اور اتنے گناہ سرزد ہونے کے باوجود انہیں کسی اجتماعی پکڑ اور عذاب میں مبتلا کئے بغیر ان پر اپنی مہربانیاں اور انعامات جاری رکھے ہوئے ہے۔

(۵) احتساب سے گزر کر ہی کوئی شخص اپنے گناہوں پر نادم و پشیمان ہونے کے مرحلہ تک پہنچ سکتا ہے، جس کے بعد کسی بھی مسلمان کیلئے توبہ و استغفار کے ذریعے اپنی کوتاہیوں کی تلافی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

(۶) احتساب کی روشنی میں اپنے گناہوں کا علم ہونے کے بعد انسان کو اپنے اوقات کا پتہ چلتا ہے اور نفسِ امارہ سے محتاط ہو جاتا ہے۔ نیز کس نفسی کی بدولت خود پسندی اور ریا کاری جیسی مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۷) احتساب کے بعد ہی بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کیلئے مزید ذہنی و جسمانی طور پر آمادہ و تیار اور عبادت و ریاضت میں مصروف و کوشاں ہو جاتا ہے اور برائیوں سے بچنا زیادہ سہل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے پیش نظر یہ بات ہوتی ہے کہ آئندہ جب میں دوبارہ اپنا احتساب کروں تو میری نیکیاں زیادہ اور غلطیاں کم ہونی چاہئیں۔

(۸) احتساب کے نتیجے میں معاشرتی اصلاح کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ احتساب کے بعد حق تلفی و ظلم و زیادتی کا عادی انسان حقوق کی ادائیگی اور انصاف پر آمادہ و مستعد ہوتا ہے۔ یوں معاشرے میں حقدار کو اپنا حق مل جاتا ہے، عدل و انصاف کی بدولت لوگوں کے دلوں سے بغض، کینہ و غیرہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور معاشرے کا ہر فرد اچھے اخلاق و سلوک کا حامل بن جاتا ہے، جس کا منطقی اور لازمی نتیجہ یہی بنتا ہے کہ ایک سماج اور مثالی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

احتساب میں مددگار عوامل و اسباب:

درج بالا طور سے نثر نے کے بعد اس بات سے تو آپ بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ احتساب ایک مسلمان کی زندگی میں بہت ہی اہمیت کا حامل اقدام ہے، لیکن بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے روزمرہ زندگی اور معمولات کا جائزہ لیتے ہوئے اسلام کے نظام احتساب و محاسبہ پر کار بند ہوں گے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم ابھی تک ان وسائل و عوامل سے نا آشنا ہیں جو ہم پر خود احتسابی کے عمل کو آسان بنا دیتی ہیں۔ وہ باتیں ہمارے پیش نظر نہیں رہتیں جو اگر ہمارے دل و دماغ میں راجح ہو سکیں تو شاید ہم بہتر انداز میں اپنا محاسبہ کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ ان اسباب و وسائل میں سے بعض درج ذیل ہیں:

(۱) انسان اس بات کا احساس کرے کہ جس قدر اس دنیا میں وہ اپنے آپ کو محاسبہ کی مشقت سے دوچار کرے گا، اسی قدر اس کی اخروی زندگی پرسکون ہوگی، اور جتنا انسان اس دنیا میں احتساب کے پہلو کو نظر انداز کرے گا اتنا ہی اسے قیامت

کے دن حساب کتاب کی سختی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک فرمان اس مناسبت سے کس درجہ نصیحت آموز ہے۔ آپ فرماتے ہیں: **حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا ووزنوا انفسکم قبل ان توزنوا ووزنوا انفسکم قبل ان تعرضوا لعلکم لا تعرضوا لعلکم لا تعرضون لا تخفى منکم خافية**۔ اوقال۔ علی من لا تخفی علیہ اعمالکم۔ (مدارج السالکین بین منازل ﴿ایماک نعبد وایماک نستعین﴾ ، لابن القیم ۱/ ۱۷۰ طبعہ دار الکتب العربی بیروت تحقیق محمد حامد الفقی ۱۹۷۳) ”لوگو! اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا حساب کتاب لیا جائے اور اپنا وزن دیکھ لیا کرو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے اور اس بڑی پیشی کے دن کیلئے اپنی اصلاح کرو جس دن تمہیں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے وہاں تمہارا کوئی راز چھپا نہیں رہے گا اور تمہیں ایک ایسی ذات کے ہاں حاضری دینا پڑے گا جس پر تمہارے اعمال پوشیدہ نہیں۔“

(۲) ایک مسلمان یہ تصور کرے کہ احتساب و محاسبہ میں اسے جو محنت و مشقت کرنا پڑتا ہے۔ اس محنت کا بدلہ اور صلہ جنت الفردوس کی رہائش، رب ذوالجلال کے دیدار کا حصول اور انبیاء و صالحین کی صحبت و ہم نشینی ہے۔

(۳) مذکورہ بالا خوش کن تصور کے ساتھ ساتھ یہ ہولناک اور بھیانک انجام بھی یاد رہے کہ ترک احتساب کا نتیجہ ہلاکت و بربادی، جہنم تک رسائی، دیدار الہی سے محرومی اور اہل کفر و ضلالت کی صحبت ہے۔

(۴) احتساب کے مددگار عوامل میں سے نہایت ہی اہم بات یہ ہے کہ انسان ایسے نیک اور صالح لوگوں کی صحبت و ہم نشینی اختیار کرے جو اپنا بھی محاسبہ کریں اور آپ کو بھی اپنے عیوب و نقائص سے مطلع کریں۔ نیز ایسے بدنیت لوگوں کی ہم نشینی سے اجتناب کرے جو آپ کو مزید غفلت و مدہوشی کی اتھاہ گہرائیوں میں لے جانے کا سبب بنتے ہیں۔

(۵) سلف صالحین کے واقعات و قصص، خوف الہی کے احوال اور احتساب نفس میں ان پر گزری ہوئی کیفیتوں اور حالتوں کا تذکرہ و مطالعہ کرنا بھی مفید ہے۔

آئیے دیکھیں کہ ہمارے اسلاف احتساب کا عمل کس گہرائی میں جا کر کرتے تھے۔ حضرت توبہ بن الصمۃؓ اسلاف کرام میں ایک بزرگ ہو گزرے ہیں، کہتے ہیں کہ ایک دن اعمال کا جائزہ لینے بیٹھ گئے۔ حساب لگانے سے پتہ چلا کہ عمر عزیز کے ساٹھ سال گزر چکے ہیں۔ سالوں کا حساب دنوں میں کر کے فرمانے لگے: 60 سالوں کے 21,500 دن بنتے ہیں۔ اس انکشاف کے بعد بیخ مار کر فرمایا ”ہائے میری بربادی! کیا میں اکیس ہزار گناہ لے کر اپنے رب سے ملاقات کی جسارت کر سکوں گا؟ جبکہ مہلہ یہ ہے کہ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں غلطیاں ہیں؟“ اس احساس کا ہونا ہی تھا کہ آپ

بے ہوش ہو کر ایسے گرے کہ جب اٹھایا گیا تو روح قفسِ غضری سے پرواز کر گئی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد سننے والوں کو یہ غیبی صدا سنائی دی: ”واہ کیا خوبصورت دوڑ ہے، جو جنت کی طرف لگائی گئی ہے!“ (إغاثۃ اللہفان من مصائد الشیطان لابن القیم: ۸۳/۱ ط: دار المعرفۃ ۱۹۷۵)

(۶) فانی دنیا سے دل کے لگاؤ اور تعلق کو توڑنے کیلئے بار بار زیارتِ قبور کا اہتمام کر کے اپنے لئے حصولِ عبرت کا موقع فراہم کرنا اور اہل قبور کیلئے مغفرت و بخشش کی دعا کرنا، اور ان مردوں کی حالت پر غور کرنا، جن سے اب احتساب، مجاہدہ، جانچ پڑتال، جائزہ اور تلافی و تدارک کی تمام صلاحیتیں اور مواقع سلب ہو چکے ہیں۔

(۷) علم و معرفت، وعظ و ارشاد اور درس و تدریس کی محفلوں سے رشتہ و نااطہ استوار رکھنا، تاکہ گاہے گاہے اہل دل کی صحبت میں چند لمحات گزار کر دنیا کی آلودگیوں سے ملوث دل و دماغ کو جلا بخشنے کا موقع میسر رہے۔

(۸) قیام اللیل اور تلاوت قرآن کا اہتمام کرنا اور تقرب الی اللہ کے ہر موقع سے کما حقہ فائدہ اٹھانا۔

(۹) لہو و لعب، کھیل کود اور فضول مشاغل و مصروفیات سے دور رہنا۔

(۱۰) ذکر الہی سے ہمیشہ رطب اللسان رہنا اور یہ بات مدنظر رکھنا کہ ”خدا فراموشی“ کا حسرتناک انجام ”خود فراموشی“

ہے۔ فرمان الہی ہے: ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ.....﴾ (الحشر: ۱۹) ”ایمان والو! ان کی طرح نہ ہونا جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں اپنے آپ بھلوا دیے۔“

(۱۱) اپنے نفس کو ہمیشہ شک وراہتہام کی نگاہ سے دیکھنا۔ کیونکہ جس شخص کا گمان اپنے آپ کے بارے میں اچھا ہو، وہ کبھی احتساب کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بسا اوقات خوش فہمی و خود پسندی کے فریب میں مبتلا انسان عیوب و نقائص کو اپنے تئیں خوبی و کمال سمجھ بیٹھتا ہے۔ کیونکہ۔

آں کس کہ نداند کہ نداند در جہل مرکب ابد الابد بماد

ان چند بنیادی باتوں کے بعد ہر شخص سمجھ چکا ہوگا کہ احتساب کا عمل انسان کی دنیا و آخرت میں حقیقی کامیابی و کامرانی کیلئے کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ لہذا ہر مسلمان کیلئے ضروری اور لازمی ہے کہ وہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر کبھی اپنے چال چلن کا جائزہ لینے اور اپنے کردار و گفتار کی اصلاح سے غافل نہ رہے۔ اس کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک قدم نظام و قانون کا پابند ہو، ایسا کیوں نہ ہو جبکہ زندگی کا ہر سانس نہایت قیمتی ہیر اور بیش بہا موتی ہے، جس سے ایسے گرانقدر خزانے خریدے جاسکتے ہیں، جن کی نعمتیں اور آسائشیں کبھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ سو ایسے قیمتی خزانوں کو ضائع کرنے کی غلطی کوئی جاہل، احمق، گنوار، اور